سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۸۳

# نسبتِ مع اللہ کے آثار

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلۂ مواعظِ حسنہ نمبر ۸۳

# نسبت مع اللہ کے آثار

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

# انتساب

عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا دامت برکاتہم کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

# ضروری تفصیل

وعظ : نسبت مع اللہ کے آثار

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۸۷ء بروز ہفتہ

مقام : ڈھالکا نگر، ڈھاکہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۲/ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

## قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شائع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شائع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

# عنوانات

الہامِ فجور کے اسرار ........................................ ۵
حرام خواہشات کے انہدام سے نسبت مع اللہ کی تعمیر ہوتی ہے ........................ ۷
خواہشات کے ویرانے میں خزانۂ تقویٰ کی مثال ........................ ۹
حرام خواہشات سے بچنے کا غم اُٹھانا ہی تقویٰ ہے ........................ ۹
آیت وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی سے ایک مسئلۂ سلوک کا استنباط ........................ ۱۱
تزکیۂ نفس پر فلاح کا وعدہ ہے ........................ ۱۲
اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اللہ تعالیٰ سے محبت کا عہد ہے ........................ ۱۳
صحبتِ اہل اللہ روح کی کلیوں کے لیے نسیمِ سحری ہے ........................ ۱۴
عطائے نسبت کی علامات مع تمثیلات ........................ ۱۶
خانقاہ تھانہ بھون کی اجمالی تاریخ ........................ ۱۸
خانقاہ کے معنیٰ ........................ ۱۹
شیخ کی اپنے بعض مرید پر خاص شفقت ........................ ۲۰
بڑے پیر صاحب کا ارشاد ........................ ۲۱
مولانا رومی کی مولانا حسام الدین سے محبت ........................ ۲۱
آفتابِ نسبت مع اللہ کو حسد کی خاک نہیں چھپا سکتی ........................ ۲۳
گناہ کے تقاضوں سے گھبرانا نہیں چاہیے ........................ ۲۳
حفاظتِ نظر پر حسنِ خاتمہ کی بشارت ........................ ۲۴
نسبت مع اللہ کے حصول کا واحد راستہ اہل اللہ کی محبت ہے ........................ ۲۵
اہل اللہ کو آزمانا نادانی ہے ........................ ۲۶
توبہ سے رِند بادہ نوش بھی ولی اللہ ہوجاتا ہے ........................ ۲۷
حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اورزاذان کا واقعہ ........................ ۲۸
ارواحِ عارفین کی مستی و سرشاری ........................ ۲۹
عشقِ مجازی کی تباہ کاریاں اور ان سے نجات کا طریقہ ........................ ۳۰

www.khanqah.org

# نسبت مع اللہ کے آثار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾ [۱]

## الہامِ فجور کے اسرار

جس اللہ نے ہمارے نفس کو تخلیق فرما کر یہ ارشاد فرمایا اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ [۲] وہ اللہ اپنی مخلوق کے حال کو سب سے بہتر جانتا ہے۔ اُس نے ہمارے نفس میں اخلاقِ رذیلہ اور اخلاقِ حمیدہ دونوں چیزیں رکھ دیں فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر مادّۂ فجور بھی رکھا اور مادّۂ تقویٰ بھی رکھا۔ اب اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ مادّۂ تقویٰ رکھتے اور مادّۂ فجور نہ رکھتے تو سب لوگ بڑی آسانی سے متقی ہو جاتے، یہ غلط خیال نادانی و جہالت پر مبنی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے حکیمانہ افعال میں اپنی عقل لڑا رہا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کہ بریانی پکاؤ مگر کوئلہ یا لکڑی وغیرہ کا ایندھن نہ ہو، آگ نہ ہو تو ایسے شخص کو آپ پاگل کہیں گے۔

تو جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مادّۂ فجور یعنی نافرمانی اور شہوت کے گناہوں کے تقاضے نہ پیدا کرتا، صرف عبادت کے تقاضے پیدا کرتا تو اس سے بڑا جاہل کوئی نہیں ہے۔ مادّۂ فجور

---

[۱] الشمس: ۹-۱۰

[۲] الملک: ۱۴

پیدا کرنے کی دو حکمتیں ہیں: ایک یہ کہ اگر گناہوں کے تقاضے نہ ہوتے تو سب انسان فرشتے ہو جاتے پھر انسان کو پیدا کرنے کے کیا معنیٰ تھے؟ اور نمبر دو یہ کہ تقویٰ کی بریانی ہی نہ پکتی، تقویٰ کی بریانی پکتی ہی مادّۂ فجور کے ایندھن سے ہے بشرطیکہ اس ایندھن کو اللہ کے خوف کے چولہے میں جلایا جائے، ایندھن کھایا تھوڑی جاتا ہے۔ جو گناہوں کے تقاضوں پر عمل کرلیتا ہے گویا اس نے وہ ایندھن کھالیا جو اللہ تعالیٰ نے پکانے کے لیے دیا تھا۔

اگر کسی شخص کو کوئی کریم یہ کہہ دے کہ چاول لے لو، گھی لے لو، گوشت لے لو، لکڑی اور کوئلہ بھی لے لو اور بریانی پکالو یعنی مادّۂ بریانی بھی لے لو اور مادّۂ ایندھن بھی لے لو تو کیا آپ اس کو یہ کہیں گے کہ کاش یہ چاول گوشت تو دے دیتا مگر لکڑی کوئلہ نہ دیتا یعنی آگ نہ دیتا لیکن آپ دونوں نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو مادّۂ فجور کو آپ بھی نعمت بناسکتے ہیں، مادّۂ فجور اپنی ذات کے اعتبار سے قبیح ہے یعنی قبیح لنفسہٖ ہے مگر اسی قبیح لنفسہٖ کو آپ محمود لغیرہٖ بناسکتے ہیں جیسے لکڑی کا ایندھن فی نفسہٖ کوئی چیز نہیں ہے لیکن اس کو چولہے میں ڈال کر اس سے بریانی پکالیتے ہیں۔ اور دوسری مثال سنیے: گوبر کتنا نجس ہے لیکن جب وہی گوبر خشک ہو کر اُپلا بن جاتا ہے تو اس کو چولہے میں ڈال کر اس پر کھانا پکالیتے ہیں، تو نجاستیں بھی کام آگئیں۔ اسی طرح مادّۂ فجور تقویٰ کے چولہے میں ڈالنے کے لیے دیا گیا ہے کھانے کے لیے نہیں دیا گیا، اسی لیے فجور کو مقدم فرمایا کہ اگر مادّۂ فجور کی آگ ہی نہیں جلے گی تو تقویٰ کی بریانی کیسے پکے گی؟ موقوف علیہ پہلے پڑھایا جاتا ہے بخاری کا درس بعد میں دیا جاتا ہے، مادّۂ فجور تقویٰ کا موقوف علیہ ہے اس لیے اس کو مقدم فرمایا کہ گناہ کے تقاضے پیدا ہوں اور ان کو روکو، ان پر عمل نہ کرو تو تقویٰ کا نور پیدا ہوگا، جب گناہ سے بچنے میں نفس کو تکلیف ہوگی تو روح میں فوراً نورِ تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ یہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں۔

اور نور کیوں پیدا ہوتا ہے؟ کیوں کہ یہ بہت بڑا مجاہدہ ہے کہ گناہ سے بچنے میں نفس کے تقاضوں کو روکنے میں نفس کو بہت تکلیف ہوتی ہے، یہ بہت چلاّتا ہے، بہت شور مچاتا ہے کہ ملاّ عورتوں کو دیکھنے سے منع کر رہا ہے، اب جینے میں کیا مزہ رہے گا، یہ کیسا راستہ ہے کہ تمام خواہشات پر عمل کرنے سے چھڑایا جارہا ہے، یہ کون سی زندگی ہے جس میں ایک حرام خواہش بھی پوری نہ ہو۔

www.khanqah.org

## حرام خواہشات کے انہدام سے نسبت مع اللہ کی تعمیر ہوتی ہے

لیکن دوستو! یہ بتائیے کہ اگر آپ کا ایک ٹوٹا ہوا جھونپڑا ہے جس میں لیٹرین بھی نہیں ہے، گندگی سے بھرا ہوا ہے اور کوئی کریم اور مہربان بادشاہ کہتا ہے کہ اگر تم اپنے اس مکان کو ڈھا دو تو ہم تمہیں ایک نئی شاندار عمارت بنا کر دیں گے یا سعودی حکومت یہ اعلان کرتی ہے کہ ہم مسجدِ نبوی کے قریب کے مکانات ڈھانا چاہتے ہیں اور مسجدِ نبوی کی توسیع کرنا چاہتے ہیں اور اگر تمہارا مکان ایک لاکھ کا ہے تو ہم تم کو پچاس لاکھ دیں گے تو آپ لوگ تمنا کرتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں کہ مسجدِ نبوی کی توسیع کے لیے ہمارا مکان حکومت کی نظر میں آجائے تاکہ ایک لاکھ کے پچاس لاکھ ملیں تو اللہ تعالیٰ نے ہماری خواہشات کے مکانوں کو گرانے کا جو حکم دیا ہے کہ جو بُری بُری خواہشات اور گندے گندے تقاضے ہیں مثلاً عورتوں کو دیکھنے کے، لڑکوں کو دیکھنے کے، عشقِ مجازی کے، جھوٹ بولنے کے، بے جا غصہ کے، ان خبیث مادّوں کو اگر تم گرادو یعنی دل میں بُری خواہشات کے مکان کو ڈھا دو تو اس سے کچھ دن کے لیے تو تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ دل ویران ہو گیا لیکن میں اس ویرانی میں اپنی محبت کا اور نسبت مع اللہ کا خزانہ رکھ دوں گا۔

یہ صحنِ چمن یہ لالہ و گل ہونے دو جو ویراں ہوتے ہیں
تخریبِ جنوں کے پردے میں تعمیر کے ساماں ہوتے ہیں

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کی محبت میں اپنی خواہشات کو برباد کر دو گے تو

گنج در ویرانی است اے میر من

اے دوستو! نسبت مع اللہ کا خزانہ دلِ ویران کو عطا ہوتا ہے، ذرا سوچو کہ گندی خواہشات کو اللہ کے تعلق سے کیا نسبت ہے، نسبت مع اللہ کے سامنے ان خواہشات کی کیا حقیقت ہے، ارے جیتے جی زندگی میں لوگ ان خواہشات سے دستبردار ہو جاتے ہیں، ریٹائر ہو جاتے ہیں، زیادہ بڈھے ہونے کے بعد آنکھیں دیکھ نہیں پاتیں، آنکھوں پر اتنے گہرے چشمے لگتے ہیں کہ آنکھیں ہیں مگر دیکھ نہیں سکتا۔ پیر ہیں مگر لنگڑا کر چل رہا ہے، کان ہیں سنائی نہیں دیتا، جب بڑھاپا آجاتا ہے تو جیتے جی حواسِ خمسہ باطل ہو جاتے ہیں اور پھر مرنے کے بعد روح نکلتے ہی

دنیا بھر کے حسینوں کو لے آؤ اور مردے سے کہو کہ ذرا کفن سے جھانک کر دیکھو، یہ وہی تو ہیں جن کو تم دیکھتے تھے، یہ وہی اَمرد ہیں جن کے لیے تم خبیث حرکتوں میں مبتلا تھے، جن کو دیکھ کر تم پاگل ہو جاتے تھے، جن کی وجہ سے تم بایزید بسطامی کی صورت میں ننگِ یزید حرکتیں کرتے تھے، اب دیکھو نا! لیکن مردہ بزبانِ حال اکبر الٰہ آبادی کا یہ شعر پڑھتا ہے ؎

قضا کے سامنے بے کار ہوتے ہیں حواس اکبرؔ
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

جب موت آجاتی ہے تو مردے کی آنکھ کھول کر بیوی کہے کہ ہم کو ایک نظر دیکھ لو! تو مردے کی آنکھ کھلی ہوتی ہے مگر کچھ نظر نہیں آتا، بچے کہتے ہیں کہ ابا جان مجھے دیکھ لو! مگر ابا جان اب نہیں دیکھ سکتے، منشی سیٹھ صاحب سے کہتا ہے کہ کاروبار میں بہت نفع ہوا ہے مگر سیٹھ صاحب اب نوٹوں کو نہیں دیکھ سکتا، اس کے لیے شامی کباب، کپڑے، گھڑی سب بے کار ہے۔ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ مر کر ساری خواہشات کو چھوڑنا پڑے گا لیکن اب اس پر کوئی اجر نہیں ہے کیوں کہ یہ مجبوری کا چھوڑنا ہے۔ لٰہذا جیتے جی ہم زندگی خدا پر فدا کر دیں، جیتے جی بُری خواہشات کو ترک کر دیں اور اس کے لیے اپنے اختیار کو استعمال کریں کیوں کہ گناہ چھوڑنا ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں گناہ چھوڑنے کا اختیار نہیں ہے وہ غلط کہتے ہیں۔ اختیار تو ہے مگر گناہ چھوڑنے کی تکلیف برداشت کرنا نہیں چاہتے، اگر تمہیں صحابہ جیسی روح عطا ہو جائے، تمہارے دِلوں میں شہداء کی روح داخل ہو جائے تو جان تک دینے کے لیے تیار ہو جاؤ گے، اور کیا نظر بچانے سے آپ کی روح نکل جائے گی؟ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں خدائے تعالیٰ سالکین کی صرف آدھی جان لیتے ہیں مگر آدھی جان لے کر اس پر صدہا جانیں برسا دیتے ہیں ؎

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
اُنچہ در وہمت نیاید آں دہد

(جامع عرض کرتا ہے کہ بیان کے دوران بعض لوگوں نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں تو حضرت والا نے فرمایا کہ جو دورانِ بیان آنکھ بند کر کے دل کو حاضر کرتے ہیں یا یکسوئی حاصل

کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن آنکھ بند کرنے سے چوں کہ شکل سونے والوں کی بن جاتی ہے اور شکل بنانے سے حقیقت بھی اُتر سکتی ہے یعنی آپ حقیقت میں بھی سو سکتے ہیں لہٰذا بیان کے دوران آنکھیں کھلی رکھیں)

تو جن اولیاء اللہ نے مجاہدے کیے ہیں اور گناہ چھوڑے ہیں اور صاحبِ نسبت اور صاحبِ تقویٰ ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے خزانے سے مالا مال ہوئے ہیں، بادشاہوں نے ان کی جوتیاں اٹھائی ہیں اور گناہوں کو چھوڑ کر انہوں نے اپنے قلب میں اتنی بڑی دولت محسوس کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کرتے ہیں کہ سور اور کتے کی زندگی سے آپ نے اولیاء اللہ اور اپنے دوستوں کی پاکیزہ حیات عطا فرمائی۔

## خواہشات کے ویرانے میں خزانۂ تقویٰ کی مثال

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے سلوک کو ہر طرح سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ خواہشات کو ویران کرنا ایسا ہی ہے جیسے ویرانے میں لوگ خزانہ دفن کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے خواہشات پیدا کیں، مادّۂ فجور پیدا کیا پھر حکم دیا کہ اس پر عمل نہ کرو یعنی اس سے رکنے کا حکم دیا اور اس طرح خواہشات کو ویران کر کے اس میں تقویٰ کا خزانہ رکھ دیا۔ فجور اور نافرمانی کے حرام تقاضوں کو روکنے ہی سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔

## حرام خواہشات سے بچنے کا غم اُٹھانا ہی تقویٰ ہے

اب آپ تقویٰ کی تعریف سن لیجیے، تقوی کی تعریف ہے: كَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰى جو اپنے هَوٰى کو روکے، اور هَوٰى کسے کہتے ہیں؟ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہ هَوٰى يَهْوِىْ سے ہے یعنی گر جانا۔[۳] تو جو نفس کی اتباع کرتا ہے وہ نفس کے غار میں گر جاتا ہے، هَوٰى صاحبِ هَوٰى کو ذلت کے غار میں گرا دیتی ہے، لیکن جو شخص اپنی خواہشات کو روک لیتا ہے

۳؎ روح المعانی: ۳۰/۳۶، النّٰزعٰت (۴۰)، دار احیاء التراث، بیروت

اور دل پر اس کا غم اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ متقی ہو جاتا ہے وَ اَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جو لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں اور ڈرنے کی علامت کیا ہے؟ وَ نَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى[۴] اپنے نفس کو ناجائز خواہشات سے روک لیتے ہیں اور نفس کو ناجائز خواہشات سے روک لینے کا نام ہی تقویٰ ہے، کَفُّ النَّفۡسِ عَنِ الۡهَوٰى یعنی بُری خواہشات کو روکنا اور ان پر عمل نہ کرنا۔

جیسے اگر گیند میں ہوا نہ ہو تو آپ اس سے کھیل سکیں گے؟ اسی طرح تقویٰ کی گیند ہے جس میں هَوٰى یعنی خواہشاتِ نفسانیہ کی ہوا بھری ہوئی ہے آپ اس کو جتنا پٹخیں گے اور هَوٰى جتنی زیادہ ہو گی تقویٰ کی گیند اتنی ہی اوپر جائے گی تو جن کو نفس کے شدید تقاضے ہوتے ہیں، مزاج عاشقانہ ہوتا ہے، حسین صورتوں کو دیکھنے کے لیے دِل بے چین ہوتا ہے وہ هَوٰى سے بھری تقویٰ کی اس گیند کو جتنی طاقت سے پٹخیں گے ان کا تقویٰ اتنا ہی اوپر جائے گا، اگر خواہشات نہ دی جائیں، تقویٰ کی گیند میں هَوٰى نہ ہو تو اسے کیسے پٹخو گے، لہٰذا تقویٰ کی بلندی کے لیے خواہشات کا ہونا ضروری ہے۔

میرے مرشدِ اوّل شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا کرتے تھے کہ جس میں خواہشات کم ہوں یا بالکل نہ رہیں تو اس کے تقویٰ میں بھی کمی آجائے گی، اس لیے ہمارے بزرگوں نے نفس کو کمزور نہیں کیا، اچھی غذا کھائی، اور حضرت فرماتے تھے کہ ہماری تین پشت نے طاقت کے لیے کشتہ بھی کھایا ہے، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے کھایا، مولانا تھانوی نے کھایا اور شاہ عبد الغنی صاحب نے کھایا، کیوں کہ قوتِ باہ روکنے سے ہی آہ پیدا ہوتی ہے، اگر باہ سے ب ہٹا دو تو آہ بن جاتی ہے اور جب باہ ہی نہ ہو گی تو آہ کہاں سے نکلے گی، علت جب ہو گی جب اس میں دوسرے مادّے بھی ہوں اور اگر خالی حرفِ علت ہی ہے تو پھر کیا نکالو گے؟ اس میں کون سی تعلیل کرو گے؟ لہٰذا قوتِ باہ کے لیے اپنی صحت کی حفاظت بہت ضروری ہے یہاں تک کہ حکیم الامت نے علماء کو مشورہ دیا کہ جو حلال بیوی ہے اس کو بھی ضرورتِ شدیدہ پر استعمال کرو اور ضرورت کی

[۴] النّٰزعٰت: ۴۰

تعریف ہے لَوْلَاہُ تَضَرَّرَ اگر وہ نہ ہو تو ضرر پہنچے، یہ نہیں کہ ضرورت نہیں ہے پھر بھی زبردستی خیالات پکاپکا کر بے ضرورت کو ضرورت بنایا جارہا ہے۔

توحضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کو نصیحت فرمائی کہ دیکھو یہ ایک چھٹانک کا مادّۂ منویہ بہت قیمتی سرمایہ ہے، اس کی حفاظت کرو لہٰذا میں طلبہ سے بھی کہتا ہوں اور علماء سے بھی کہتا ہوں کہ جہاں حلال ہے وہاں بھی یہ مادّہ کم استعمال کریں، یعنی جن کی شادیاں ہو چکی ہیں وہ بھی اسے کم استعمال کریں، اس بھاپ کو اللہ کے ذکر میں استعمال کریں، قوتِ شہوانیہ سے جذبات رہتے ہیں پھر جب اللہ اللہ کروگے تو محبت سے کروگے، اسی سے رونا بھی آتا ہے، اسی سے جوش و خروش بھی رہتا ہے اور جب بھاپ ہی ٹھنڈی کردوگے تو انجن پڑا شوں شوں کرتا رہے گا، جب کوئلہ، پانی، ایندھن نہ ہو گا تو ریل کیسے چلے گی؟ اسی لیے ہمارے اکابر نے صحت کی حفاظت کے لیے فرمایا ہے کہ جو لوگ ذکر کرتے ہیں وہ سر میں تیل کی مالش بھی کریں، حریرہ بھی کھائیں، مقویات بھی کھائیں اور باغوں میں بھی ٹہلیں اور کچھ دیر اپنے دوستوں سے مزاح بھی کرلیں، خوش طبعی بھی کرلیں، بعض اوقات ہر وقت تنہائی میں رہنے سے طبیعت میں تکبر پیدا ہو جاتا ہے، اخلاق میں اعتدال قائم نہیں رہتا، انسانوں سے یکسو رہتے رہتے اس میں اخلاقِ وحشیانہ پیدا ہو جاتے ہیں اس لیے دوست احباب سے ملنا جلنا بھی ضروری ہے اور حکیم الامت فرماتے تھے کہ جب میرا کوئی مرید اپنے پیر بھائی سے ملتا ہے اور محبت کرتا ہے تو مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے، یہ کہہ کر فرمایا کہ خواجہ صاحب میں اور مولانا عبدالغنی میں خوب محبت ہے۔ یہ بات حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خود سنائی۔ تو دیکھو حکیم الامت نے کیسی کیسی گُر کی باتیں بتائیں کہ جو حلال ہے وہاں بھی اس طاقت کو کم استعمال کرو تاکہ زیادہ دن تک قوت رہے ورنہ ایسے لوگ جلد بڈھے ہو جاتے ہیں، جلد کمر جھک جاتی ہے اور چہرے پر افسردگی طاری ہو جاتی ہے جیسے مرجھایا ہوا پھول، اور جن کی قوت جتنی زیادہ ہوگی چہرہ چمکتا ہوا ہو گا۔

## آیت وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی سے ایک مسئلۂ سلوک کا استنباط

توشاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فرمایا کہ کوئی

مخنث، ہیجڑا ولایتِ خاصہ نہیں حاصل کرسکتا اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا[۵] میں تو رہے گا لیکن وَزِدْنٰهُمْ هُدًى کا مقام نہیں پائے گا۔ وَزِدْنٰهُمْ کی تفسیر میں حکیم الامت نے فرمایا اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ[۶] سے معلوم ہوا کہ ایمان کی برکت سے ولایتِ عامہ تو ان نوجوانوں (اصحابِ کہف) کو حاصل تھی ہی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو مزید ہدایت دے کر مقامِ ولایتِ خاصہ تک پہنچادیا۔ تو ولایتِ خاصہ ہیجڑوں کو نہیں مل سکتی، وہ ولایتِ عامہ ہی تک رہیں گے اس لیے ان کو خلافت دینا درست نہیں ہے چوں کہ مِنْ وَجْهٍ وہ پورے مرد نہیں ہیں اور انبیاء ہمیشہ مرد ہوتے ہیں اور خلفاء مشائخ ان کے نائب ہیں لہٰذا اگر معلوم ہوجائے کہ کوئی بالکل ہی صفر ہے، مخنث ہے تو مشائخ کو ان سے احتیاط کرنی چاہیے۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ قوت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے لہٰذا اس کی حفاظت کرو۔

## تزکیۂ نفس پر فلاح کا وعدہ ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وہ کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کرایا۔ تو آپ سب لوگ یہاں کس لیے آئے ہیں؟ اپنے نفس کے تزکیہ کے لیے، اور نفس کے تزکیہ پر کیا انعام ملنے والا ہے؟ اَفْلَحَ پر قَدْ داخل ہے یعنی یقیناً فلاح پاگیا، اور فلاح کے معنیٰ ہیں جَمِيْعُ خَيْرِ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں۔ علامہ محی الدین ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ لَيْسَ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ كَمِثْلِ الْفَلَاحِ[۷] فلاح جیسا جامع لفظ اہلِ عرب کے پاس نہیں تھا جو دین اور دنیا کی تمام بھلائیوں کو شامل ہو۔ اسی لیے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[۸] یعنی کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ کی تفسیر کی ہے اَيْ تَفُوْزُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی دنیا و آخرت میں کامیاب ہوجاؤ۔

---

۵ البقرۃ:۲۵۷

۶ الکھف:۱۳

۷ شرح مسلم للنووی:۲/۳۷،باب بیان ان الدین النصیحۃ،المطبعۃ المصریۃ بالازھر

۸ الجمعۃ:۱۰

لہٰذا جس کو فلاح یعنی دونوں جہاں کی کامیابی چاہیے اس کو تزکیۂ نفس یعنی نفس کی اصلاح کرانا ضروری ہے اور اگر اصلاح نہیں کرائی اور اللہ والوں کی نظروں سے بچ کر حرام مزے اُڑا لیے تو بھی اللہ تعالیٰ کی نظر سے تو چوری نہیں کرسکتے، اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہیں، جو لوگ اپنے نفس کی شرارت اور معصیت کی لذت کے عاشق ہیں اور سوچتے ہیں کہ چلو رام رام بھی کرتے رہو اوراللہ اللہ بھی کرتے رہو، گناہ بھی نہ چھوڑو اور ذکر بھی کرتے رہو، سالک وصوفی بھی بنے رہو اور چھپ چھپ کر گناہ کا مزہ بھی اینٹھتے رہو۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا نامراد ہوگیا وہ شخص جس نے اپنے اخلاقِ رذیلہ کو چھپایا اور اصلاح کی فکر نہیں کی، لہٰذا کیوں نامرادی کے راستے پر جاتے ہو؟ دیکھو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ کامیابی کے راستے بتارہا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کامیابی کے راستے کو چھوڑ کر اپنے نفس دشمن کی بات مت مانو۔ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسے موقع پر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بقول دشمن پیمانِ دوست بشکستی
ببیں کہ از کہ بُریدی و با کہ پیوستی

دشمن یعنی نفس وشیطان کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کے عہدِ وفا اور پیمانِ دوستی کو توڑتے ہو، یہ تو دیکھو کہ کس سے توڑ رہے ہو اور کس سے جوڑ رہے ہو۔ ہم سب نے عالمِ ارواح میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں قَالُوْا بَلٰی کہا تھا کہ نہیں ؎

دِل ازل سے تھا کوئی آج کا شیدائی ہے
تھی جو اک چوٹ پرانی وہ اُبھر آئی ہے

## اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اللہ تعالیٰ سے محبت کا عہد ہے

عالمِ ازل میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرما کر ہم سب کی روحوں میں اللہ نے اپنی محبت کی چوٹ لگادی تھی، اپنی ربوبیت کی تجلی کا مشاہدہ کراکر ہم سے اقرار لیا تھا، ہم نے قَالُوْا بَلٰی[۹]

۹ الاعراف:۱۷۲

کہا تھا کہ بے شک! آپ ہی ہمارے رب ہیں اور یہاں اس عالم میں آکر بھی وہ چوٹ موجود ہے مگر اس چوٹ کو اُبھارنے کے لیے ایک مخصوص ہوا چاہیے جیسے پہلوان جب اَکھاڑے میں چوٹ کھاتا ہے تو ہر ہوا اس چوٹ کو نہیں اُبھار سکتی، پورب یعنی مشرق سے جو ہوا چلتی ہے جسے پوربی ہوا کہتے ہیں اس سے پرانی چوٹیں اُبھر آتی ہیں پھر پہلوان کہتا ہے اُف! اکھاڑے میں استاد نے گردن پر جو گھونسہ مارا تھا وہ آج درد کررہا ہے، آج پوربی ہوا چل رہی ہے، اسی طرح اللہ والوں کے قرب کی ہوائیں، اللہ والوں کی آغوشِ محبت کی ہوائیں ہماری روح کی اُس چوٹ کو اُبھار دیتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عالمِ ارواح میں لگائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحبتِ اہل اللہ سے آدمی کے دل میں نور اور اللہ کی محبت کا درد بڑھتا جاتا ہے اور دنیا کی محبت گھٹتی جاتی ہے، دنیا اسے مردار نظر آنے لگتی ہے، دنیا کی صحیح حقیقت کھلنے لگتی ہے، آنکھوں کا پانی اور موتیا دور ہوتا جاتا ہے اور آنکھیں بنتی جاتی ہیں، آدمی روز بروز دِل کی بصیرت سے دیکھتا ہے کہ میں پہلے کیا تھا اور اب کہاں سے کہاں پہنچ رہا ہوں۔

وہ ان کا رفتہ رفتہ بندۂ بے دام ہوتا ہے
محبت کے اسیروں کا یہی انجام ہوتا ہے

## صحبتِ اہل اللہ روح کی کلیوں کے لیے نسیمِ سحری ہے

تو میرے دوستو! اللہ والوں کی صحبت سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی پرانی چوٹ اُبھر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اعظم گڑھ کی شبلی منزل میں تقریر کا شرف بخشا۔ اُس وقت پرنسپل سٹی کالج اور سارے پروفیسر موجود تھے تو میں نے سوچا کہ شبلی کالج کے بانی علامہ شبلی نعمانی ہی کا شعر پیش کردوں۔ لہٰذا میں نے کہا کہ آپ لوگ اس کالج کے پرنسپل اور پروفیسر ہیں، آپ کے کالج کے بانی علامہ شبلی نعمانی جو علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے انہوں نے ایک شعر کہا تھا۔

بوئے گل سے یہ نسیمِ سحری کہتی ہے
حجرۂ غنچہ میں کیا کرتی ہے آ سیر کو چل

یعنی کلیوں میں جو خوشبو پنہاں ہے تو نسیمِ سحری یعنی صبح کی ہوا ان کلیوں سے کہتی ہے کہ

تمہارے اندر جو خوشبو بند ہے وہ کب تک بند رہے گی، اب تیار ہو جاؤ اور میرے جھونکوں کی آغوش میں آ جاؤ جو تمہاری مہر توڑ دیں گے اور پھر تم بھی ہمارے ساتھ سیر کو چلو، خود بھی مہکو اور سب کو مہکاؤ، ذاتی خوشبو کو متعدی کر لو۔ ہماری روح کی کلیوں میں اللہ کی محبت کی جو خوشبو پوشیدہ ہے اللہ والوں کی صحبتوں کی نسیمِ سحری کے جھونکوں سے وہ مہر ٹوٹ جاتی ہے ورنہ لوگ اللہ کی محبت کی امانت کو لیے قبروں میں چلے جاتے ہیں اور وہ خوشبو اُجاگر نہیں ہوتی، دل کے اندر ہی اندر دفن ہو کر رہ جاتی ہے، نہ خود مہکتی ہے نہ دوسروں کو مہکاتی ہے۔ میں نے کہا کہ اس شعر میں سلوک کا بہت بڑا درس ہے لہٰذا آج میں اسی شعر پر تقریر کروں گا کہ۔

بوئے گل سے یہ نسیمِ سحری کہتی ہے
حجرۂ غنچہ میں کیا کرتی ہے آ سیر کو چل

اور کلی کی خوشبو سیر کو کب چلے گی؟ جب اس کی مہر ٹوٹ جائے گی اور روح کی کلیوں کی یہ مہر اللہ والے توڑتے ہیں۔ نسبتِ باطنی تدریجاً نہیں اچانک عطا ہوتی ہے اور اس کی مثال میں حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جس طرح بچہ آہستہ آہستہ بڑا ہوتا ہے اور پندرہ سال میں ایک دن اچانک بالغ ہو جاتا ہے، بلوغ میں تدریج نہیں ہوتی کہ آج چار آنہ بالغ ہوا، کل دس آنہ بالغ ہوا، آہستہ آہستہ بلوغ کی طرف منزل طے کرتا ہے اور جب پندرہ سال کا ہو جاتا ہے تو اچانک ایک دن احتلام ہو جاتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ ایک دن ایک قطرہ نکلا، دوسرے دن تین قطرے نکلے اور اخیر میں ایک دم سے کامل ہو گیا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح جسمانی بلوغ اچانک عطا ہوتا ہے اسی طرح نسبتِ باطنی بھی جب عطا ہوتی ہے آنِ واحد میں اچانک عطا ہوتی ہے، اس میں تدریج نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ جس کو صاحبِ نسبت بناتے ہیں، جس بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنی نسبتِ خاصہ اور تعلق مع اللہ علیٰ سطح الولایۃ عطا فرماتے ہیں یعنی ولایتِ خاصہ کے اعتبار سے جن کو اولیائے صدیقین والا تعلق دیتے ہیں اور اس تعلق خاص سے اُس کے دل میں اپنی تجلی فرماتے ہیں تو اُس کے دل میں حق تعالیٰ کی ذات متجلی ہوتی ہے اور یہ تجلی تدریجاً نہیں ہوتی اچانک ہوتی ہے اور مکمل ہوتی ہے جیسے دنیاوی بادشاہ آپ کے کمرے میں آنا چاہے تو ایسا نہیں

کرتا کہ ایک قدم اندر رکھے ایک قدم باہر، مہمان کیسے آتا ہے؟ اچانک آتا ہے۔ اسی لیے خواجہ صاحب نے نسبت کے القا پر یہ شعر فرمایا ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

## عطائے نسبت کی علامات مع تمثیلات

اور اس عطائے نسبت کی علامت کیا ہے؟ اُس دن ساری کائنات سورج و چاند، بادشاہ اور سلاطین کے تخت و تاج، اہلِ دولت کی دولت نگاہوں سے گر جاتی ہے، یہ علامت خواجہ صاحب اپنے شعر میں پیش کرتے ہیں ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات متجلی ہوتی ہے اس کی نگاہوں میں پوری کائنات کے چراغ بجھ جاتے ہیں، دھیمے پڑ جاتے ہیں، جب سورج نکلتا ہے تو کیا ستارے نظر آتے ہیں؟ اللہ کا سورج جب دل میں نکلے گا تو دنیا کے چاند سورج پھیکے نہ پڑ جائیں گے؟ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

ایک مرتبہ خواجہ صاحب نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جب کسی کو نسبت عطا ہوتی ہے تو کیا اس کو پتا چل جاتا ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی نسبت عطا فرمادی؟ سوال کرنے والے خواجہ صاحب تھے اور جواب دینے والے حکیم الامت۔ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب! جب آپ بالغ ہوئے تھے تو کیا آپ نے دوستوں سے پوچھا تھا کہ یارو! بتاؤ میں بالغ ہوا یا نہیں یا خود پتا چل گیا تھا۔ پس حضرت خواجہ صاحب مسکرائے اور سر کو جھکا لیا اور اسی بات میں سب کچھ پالیا۔

حضرت حکیم الامت فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جس کو نسبت عطا فرماتے ہیں تو

جس طرح دنیاوی حمل میں نو مہینے کے بعد شدید درد اُٹھتا ہے جس کو دردِ زہ کہتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو حاملِ درد کرتے ہیں، حاملِ نسبت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں بے چین رہتا ہے، وہ اپنے دردِ محبت کو چھپا نہیں سکتا، وہ ہر وقت اللہ ہی کے گن گاتا ہے اور اس کو پتا چل جاتا ہے کہ مجھ کو نسبت عطا ہو گئی۔ دریا میں پانی بہے تو کیا دریا کو پتا نہیں چلے گا؟ ایک دریا خاک اُڑا رہا ہے، اس میں پانی نہیں ہے، وہاں سب علماء تقریر کر رہے ہیں کہ اے دریا! پانی کے یہ یہ فوائد ہیں، تو دریا کہتا ہے کہ ہمیں تو خاک ہی اُڑانا نصیب ہے، تمہاری تقریروں سے ہمیں پانی تو نہیں مل رہا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے بارش کر دی اور دریا پانی سے بھر گیا۔ پھر علماء پانی پر تقریر کرنے پہنچے۔ تو اس نے کہا کہ اب تقریر کی ضرورت نہیں، میرے اندر لبالب پانی بہہ رہا ہے۔ اس پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

باز آمد آبِ من در جوئے من
باز آمد شاہِ من در کوئے من

میرا پانی میرے دریا میں پھر آگیا اور میرا شاہ میری گلی میں پھر آگیا یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو گیا۔ اس شعر میں قبض کے بعد بسط کو تعبیر کیا ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ خواجہ صاحب نے جونپور میں ایک سوال کیا کہ حضرت یہ جو صوفیا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد رکھو اور صاحبِ نسبت کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دھیان رہتا ہے تو کیا وہ کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتے، ان کو ذہول نہیں ہوتا، جب ہر وقت ان کو اللہ کا دھیان رہتا ہے تو پھر وہ دنیا کا کام کیسے کرتے ہیں، پھر وہ تیل کپڑا کیسے بیچیں گے، مدرس پڑھائیں گے کیسے اور شادی بیاہ کیسے ہو گا؟ حضرت تھانوی نے فرمایا کہ خواجہ صاحب دیکھو! وہ دو عورتیں پانی بھر رہی ہیں اور پانی کا ایک گھڑا ان کے سر پر ہے اور ایک بغل میں ہے تو بغل میں جو گھڑا ہے اس کو تو انہوں نے دبایا ہوا ہے لیکن سر پر جو گھڑا ہے اس کو پکڑا ہوا نہیں ہے اور بایاں ہاتھ ہلاتی ہوئی، گفتگو کرتی ہوئی، ہنستی بولتی جارہی ہیں اور دونوں کے سر پر جو گھڑے ہیں وہ ایسے ہی قائم ہیں وہ سر سے گرتے نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ خواجہ صاحب نے کہا کہ حضرت آپ ہی بتا دیجیے۔ حضرت نے

www.khanqah.org

فرمایا کہ ان کے دل میں دھیان قائم ہے کہ میرے سر پر گھڑا ہے، اگر یہ دھیان ختم ہو جائے تو گھڑا زمین پر آ جائے لہٰذا کتنا ہی ہنسیں، کتنی ہی گفتگو کریں لیکن دھیان لگا ہوا ہے کہ میرے سر پر گھڑا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے جو اولیاء ہوتے ہیں ان کو جس حالت میں دیکھو چاہے ہنس رہے ہوں یا رو رہے ہوں ہر وقت ان کو اللہ کا دھیان قائم ہے، ہنسنے میں بھی ان کے دل کا دھیان اللہ کی طرف رہتا ہے۔

مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے یہ روایت فرمائی، میرے اور ان کے بیچ میں کوئی اور راوی نہیں ہے، فرمایا کہ جب میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد تھانہ بھون حاضر ہوا تو خواجہ صاحب مولوی شبیر علی صاحب کے دفتر کے دروازے کی چوکھٹ پکڑے رو رہے تھے، مجھ کو دیکھ کر اور روئے اور پھر یہ شعر پڑھا ؎

چمن کا رنگ گو تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخِ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

مطلب یہ کہ ہم ایسے عاشق ہیں کہ ہم نے اپنا آشیاں نہیں چھوڑا، آج بھی اس کی چوکھٹ پکڑے کھڑے ہیں، چمن کا رنگ تو بدل گیا، حکیم الامت دنیا سے چلے گئے لیکن ہم اس آشیاں کو نہیں چھوڑ سکتے، پھول تو چلا گیا مگر شاخِ گل تو ہاتھ میں ہے، خانقاہ تھانہ بھون تو ہاتھ میں ہے۔ اسی لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس خانقاہ کو بنوا دے، جس طرح میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب کی تمنا اور دعا سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے کراچی کی خانقاہ بنوا دی ہے۔ یہ آپ کی خانقاہ ہے، اختر کی نہیں ہے، یہ سارے سالکین کے لیے اللہ اللہ کرنے کی جگہ ہے جیسے آپ لوگ یہاں اللہ اللہ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر بھی کرا دے تاکہ جب ہم لوگ دنیا میں نہ رہیں گے تو بعد میں بھی یہاں طلبۂ سالکین آئیں گے اور اللہ اللہ کریں گے۔

## خانقاہ تھانہ بھون کی اجمالی تاریخ

تھانہ بھون کی خانقاہ کس نے بنوائی تھی اور کس طرح بنوائی تھی؟ آج خانقاہ تھانہ بھون کی تاریخ بھی سن لیجیے! اصل میں یہ خانقاہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر

میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بنوائی تھی۔ایک زمیندار مقدمہ میں پھنسا ہوا تھا،اس کی ساری جائیداد داؤ پر لگ گئی تھی،وہ حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ حضرت میرے لیے دعا کردیں کہ میں مقدمہ جیت جاؤں، اگر فیصلہ میرے خلاف ہوگیا تو میری ساری جائیداد ضبط ہوجائے گی، میں بالکل تباہ ہوجاؤں گا۔میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جن کے متعلق سرورِعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حاجی امداد اللہ صاحب کو خواب میں حکم دیا کہ جاؤان سے بیعت ہوجاؤ حالاں کہ میاں جی ایک چھوٹی سی مسجد میں قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے لیکن واہ رے میاں جی ؎

پیا جس کو چاہے سُہاگن وہی ہے

جس کو محبّ چاہے وہی اصلی محبوب ہے،کوئی عورت لاکھ خوبصورت ہو لیکن اگر شوہر اس کی طرف نظر نہیں کرتا تو اس کی ساری زندگی روتے ہوئے گزرتی ہے،اس کا سارا حسن بے کار ہوجاتا ہے،اور اگر عورت کالی کلوٹی ہے مگر شوہر اسے پیار کرتا ہے تو حسین عورت نے اس کالی کلوٹی عورت سے کہا کہ میں تو اتنی حسین ہوں پھر بھی میرا شوہر مجھے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا اور تو کالی کلوٹی ہے مگر تیرا شوہر تجھ سے پیار کرتا ہے تو اس عورت نے کہا ؎

پیا جس کو چاہے سُہاگن وہی ہے

لہٰذا بعض اوقات بڑے بڑے اِشراق واوّابین پڑھنے والے کسی غلطی اور جرم کی وجہ سے اللہ کے یہاں مبغوض ہوتے ہیں اور بعض اوقات کم نفل پڑھنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی ادا کی وجہ سے محبوب ہوتے ہیں۔لہٰذا اعمال پر نظر مت کرو،اعمال تو کیجیے مگر نظر رحمت پر ہو کہ کام اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے بنے گا۔

تو میاں جی نے زمیندار سے کہا کہ اچھا میں دعا تو کرتا ہوں لیکن میرا ایک خلیفہ ہے،اس کا نام امداد اللہ ہے،تم تھانہ بھون میں اس کے ذکر کرنے کی جگہ بنادو،اس کا گھر تو ہے مگر خانقاہ نہیں ہے۔

## خانقاہ کے معنیٰ

ایک مرتبہ ایک سائل نے مجھ سے پوچھا کہ آپ جو خانقاہیں بنوا رہے ہیں تو خانقاہ

کے معنٰی کیا ہیں؟ میں نے غیاث اللغات میں دیکھا تو اس میں خانقاہ کے معنٰی لکھیں ہیں ’’جائے بودنِ دُرویشاں‘‘یعنی فقیروں کے رہنے کی جگہ، جہاں چند فقیر بیٹھ کر اللہ اللہ کریں چاہے وہ دریا کا کنارہ ہو یا جنگل ہو وہی خانقاہ ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک عورت نے ایک عورت سے پوچھا کہ بہن فوج کسے کہتے ہیں؟ اس نے ہنس کر کہا ارے تیرا مرد ہوا، میرا مرد ہوا، اِس کا مرد ہوا، اُس کا مرد ہوا فوج بن گئی تو ایسے ہی خانقاہ ہے، ایک دُرویش آگیا دوسرا دُرویش آگیا، کوئی سلہٹ سے آگیا، کوئی برما سے آگیا، چند دُرویش بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے لگے اور بس خانقاہ تیار ہوگئی۔

تو حضرت میاں جی نے زمیندار سے فرمایا کہ تم اپیل دائر کردو میں دعا کرتا ہوں لیکن خانقاہ بنانے کا وعدہ کرو، حضرت میاں جی اپنے مرید کے لیے وعدہ لے رہے ہیں، بعض اوقات شیخ اپنے مرید پر فدا ہوتا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ پاک کی اللہ تعالیٰ تعریف فرمارہے ہیں حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ اے صحابہ! میرا نبی تم پر حریص ہے،اور حریص کی تفسیر علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں یہ کی ہے کہ حَرِیۡصٌ عَلٰۤی اِیۡمَانِکُمۡ وَصَلَاحِ شَانِکُمۡ یعنی میرا نبی تمہارے ایمان پر اور تمہاری اصلاحِ حال پر حریص ہے۔

## شیخ کی اپنے بعض مرید پر خاص شفقت

اسی طرح بعض دفعہ شیخ اپنے مرید کی صلاحیت اور تعلق مع اللہ کی وجہ سے اس پر عاشق ہوتا ہے۔ تو حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زمیندار سے وعدہ لے کر اس کے لیے دعا فرمائی۔ اس نے تھانہ بھون میں خانقاہ کی تعمیر کا کام شروع کردیا لیکن پھر اس کی نیت خراب ہوگئی اور اس نے آدھی خانقاہ تعمیر کروا کر کام رکوادیا، کچھ دن بعد اِلٰہ آباد ہائیکورٹ سے فیصلہ بذریعہ رجسٹری آیا کہ آدھی زمین ملے گی آدھی نہیں ملے گی۔ یہ حضرت میاں جی کے پاس رجسٹری لے کر گیا کہ حضرت یہ کیا ہوگیا؟ آپ سے دعا کرنے کو کہا تھا، آپ نے یہ کیسی دعا کی کہ آدھی زمین ملی؟ حضرت میاں جی نے فرمایا کہ تو نے بھی تو وعدہ پورا نہیں کیا، اللہ کے راستے میں تیری نیت بھی تو خراب ہوئی۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت توبہ کرتا

www.khanqah.org

ہوں، اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ حضرت میاں جی نے پھر دعا فرمائی اور اس کی زمین بحال ہو گئی۔ دوستو! اللہ کا خزانہ تمہارے پیسوں سے بے نیاز ہے، خدائے تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرکے تو دیکھو، وہ تمہارے دل کو وہ بہاریں دیں گے کہ سارے دولت مند تم پر رشک کریں گے، باطنی دولت بھی دیں گے اور دنیا میں بھی برکت دیں گے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر جب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چندے کی اپیل پر اپنا مال پیش کیا تو اشرفیوں، دنانیر اور دراہم کے ڈھیر لگا دیے۔ حالاں کہ اس وقت شدید تنگی کا زمانہ تھا۔ روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشرفیوں اور دراہم کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں گرا کر اس کی آواز سے اظہارِ مسرت فرما رہے تھے اور فرمایا کہ اے خدا! تیرا نبی عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی عثمان سے راضی ہو جا۔ یہ دولت کیسی بہترین دولت تھی جس سے نبی راضی ہو گیا۔ اللہ راضی ہو گیا، اصل دولت تو یہی ہے ورنہ جو دولت خدا اور رسول کی راہ میں خرچ نہیں ہو گی وہ دولت جنازے پر دولات مارتی ہے اور مٹی میں دفن کر دیتی ہے۔

## بڑے پیر صاحب کا ارشاد

حضرت بڑے پیر صاحب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے کوئی اللہ کی محبت سیکھتا ہے، ذکر کرتا ہے، گناہ چھوڑنے کی مشقت برداشت کرتا ہے اور کچھ دن میرے مشوروں پر عمل کر کے اللہ والا بن جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ مجھ پر فدا ہو میں ہی اس پر قربان ہو جاتا ہوں کہ میرا کارخانہ، میری تجارت تیار ہو گئی، قیامت کے دن میں اس کو اللہ کے حضور پیش کر دوں گا۔

## مولانا رومی کی مولانا حسام الدین سے محبت

جیسے مولانا حسام الدین مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے پیارے خلیفہ تھے، ساری مثنوی ان ہی کی لکھی ہوئی ہے، مولانا رومی پر اشعار وارِد ہوتے جاتے تھے اور مولانا حسام الدین لکھتے جاتے تھے۔ مولانا اپنے اس لائق مرید کے بارے میں فرما رہے ہیں۔

www.khanqah.org

اے حسام الدین ضیائے ذوالجلال
میل می جوشد مرا سوئے مقال

پیر اپنے مرید کی تعریف کررہا ہے کہ اے حسام الدین! تم اللہ کی روشنی ہو، مثنوی کے لیے مجھے جوش آرہا ہے، کاغذ قلم لاؤ اور مثنوی لکھو۔ تو پیر اپنے مرید کی تعریف کررہا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیثِ پاک میں تو منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت آئی ہے، اس کو اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر تعریف قابلِ ممانعت نہیں ہوتی، حدیثِ پاک ہے:

اِذَا مُدِحَ الْمُؤْمِنُ فِیْ وَجْهِهٖ رَبَا الْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِهٖ[1]

جب مومن کامل کے منہ پر اس کی تعریف ہوتی ہے تو اس کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے کہ یہ ہماری نہیں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، اگر کوئی مٹی کے برتن کی تعریف کررہا ہے تو حقیقت میں یہ اُس کی تعریف ہے جس نے اِسے بنایا ہے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں؎

مدح توحیف است در زندانیاں
گویم اندر مجمع روحانیاں

یہ زندانی لوگ، یہ تیرے پیر بھائی جو نفس کے قیدی ہیں، جن کی ابھی اِصلاح نہیں ہوئی، یہ حسد میں گرفتار ہیں، جب میں تیری تعریف کرتا ہوں تو یہ حسد سے جل کر خاک ہوجاتے ہیں ان کے چہرے سیاہ ہوجاتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ پیر صاحب کو کیا ہوگیا کہ یہ حسام الدین کو بہت زیادہ مانتے ہیں۔ حسد کے بیمار تیرے پیر بھائیوں کو افسوس ہوتا ہے کہ میں تیری تعریف کیوں کرتا ہوں؟ اب میں روحانیوں کی مجلس تلاش کروں گا اور ان کے سامنے تیری تعریف کروں گا۔ ایران کے لوگ اللہ والے صوفیا کو روحانی کہتے تھے، یہ سینکڑوں سال پرانی اِصطلاح ہے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ میں مجمعِ روحانیاں تلاش کروں گا اور وہاں تیری تعریف کروں گا۔

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی: ۱/۱۱۷ (۴۲۴)، مرویات اسامة ابن زید بن حارثة، مکتبة ابن تیمیة/ کنز العمال: ۱/۱۴۴ (۷۰۱)، فصل فی صفات المؤمنین، مؤسسة الرسالة

قصد کردستند ایں گِل پارہا
کہ بپو شانند خورشیدِ ترا

یہ مٹی کے ڈھیلے، نفس کے غلام، انہوں نے ایک خطرناک ارادہ کیا ہوا ہے کہ یہ تیرے آفتابِ نسبت مع اللہ کو حسد کی مٹی سے چھپادیں، ان مٹی کے ڈھیلوں کا یہ قصد بہت مذموم قصد ہے۔

## آفتابِ نسبت مع اللہ کو حسد کی خاک نہیں چھپا سکتی

میں نے حاسدین کے لیے ایک شعر کہا ہے جو ایک زمانے میں مجھے بہت ستاتے تھے۔ دوستو! جنہوں نے مجاہدے کیے ہیں اُن مجاہدوں سے اُن کے دل میں خون کے دریا بہہ رہے ہیں، دنیا کے حاسدین حسد کی خاک اُڑا کر اس دریائے خون کو چھپا نہیں سکتے۔

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

معارف مثنوی کے آغاز میں میرے تین اشعار ہیں کہ میں نے مثنوی کی شرح کیوں لکھی؟ میں نے اپنی کتاب کا نام کتاب دردِ دل رکھا ہے۔ معارف مثنوی پر میرا فارسی کا شعر ہے۔

ایں کتابِ دردِ دل اے دوستاں
کردہ ام تالیف بہرِ عاشقاں

مولانا رومی فرماتے ہیں۔

عارفاں زانند ہر دم آمنوں
کہ گزر کردند از دریائے خوں

عارفین اللہ والے ہر وقت سکھ چین اور امن میں کیوں ہیں؟ اس لیے کہ انہوں نے دریائے خون سے عبور کیا ہے، نفس کی خواہشات کا خون کیا ہے۔

## گناہ کے تقاضوں سے گھبرانا نہیں چاہیے

اپنے نفس کی اصلاح اور تزکیہ میں، گناہوں کے چھوڑنے میں اور اللہ کے راستے میں

www.khanqah.org

غم اُٹھانے میں خواہشات کے تقاضوں سے آپ دل چھوٹا نہ کریں، جب نفس آپ کو گناہ کے لیے بار بار پریشان کرے تو سمجھ لو کہ اب لُوٹنے کا وقت آگیا۔

## حفاظتِ نظر پر حسنِ خاتمہ کی بشارت

جب عورتوں کو دیکھنے کے لیے نفس کے تقاضے پیدا ہوں تو نگاہ نیچی رکھو اور سمجھ لو کہ اب حلوۂ ایمانی کھانے کا وقت آگیا، بازاروں میں، سڑکوں پر، ایئرپورٹوں پر حلوۂ ایمانی لُٹ رہا ہے، حسنِ خاتمہ کے فیصلے ہورہے ہیں کیوں کہ حلاوتِ ایمانی نظر بچانے پر موقوف ہے اور حلاوتِ ایمانی پر حسنِ خاتمہ موعود ہے وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَّا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا ملّا علی قاری نے روایت نقل کی ہے کہ حلاوتِ ایمانی عطا ہونے کے بعد واپس نہیں لی جاتی فِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ[۱] اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت ہے کیوں کہ جب دل میں حلاوتِ ایمانی ہوگی تو خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ لیکن آپ کو حسنِ خاتمہ کا فیصلہ کہاں ملے گا؟ یہ سڑکوں پر عورتوں سے نظر بچانے پر، ریلوے اسٹیشنوں پر، ہوائی جہاز کے اڈّوں پر اور لڑکیوں کے اسکول کے روڈ پر نظر بچانے سے ملے گا۔ آپ جہاں نظر بچائیں گے وہیں اللہ تعالیٰ آپ کو حلاوتِ ایمانی اور ایمان پر مرنے کی بشارت دے گا۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو گناہ کا تقاضا پریشان کرتا ہے، اگر ہم گناہ نہیں کریں گے تو پریشان رہیں گے تو کیا آپ پریشانی کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کا دل اللہ تعالیٰ کے حکم سے زیادہ قیمتی ہے؟ مشہور شاعر مومنؔ کا سالہا سال پرانا ایک دوست تھا جس کا نام آرزو تھا، جب مومنؔ اہلِ حق سے منسلک ہوئے تو آرزوؔ سے کہا کہ خبردار! جب تک تم بدعت سے توبہ نہیں کرلیتے مجھ سے بات مت کرنا، اب میں تمہاری صورت بھی نہیں دیکھوں گا، جب تم توبہ کرلوگے تب تمہاری میری قدیم دوستی واپس آئے گی ورنہ اللہ کے لیے اس دوستی کو ختم کررہا ہوں لیکن پرانا دوست انہیں یاد بہت آتا تھا، آرزوؔ کی یاد بہت آتی تھی، ایک دن مومنؔ نے دل سے کہا کہ دیکھ اے دل! اب اگر تو آرزوؔ بدعتی کو یاد کرے گا تو تجھے سینے سے نکال کر پھینک دوں گا، لہٰذا مومن کہتا ہے ؎

---

[۱] مرقاۃ المفاتیح: ۴/۱، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دوں
مومن نہیں جو ربط رکھیں آرزو سے ہم

## نسبت مع اللہ کے حصول کا واحد راستہ اہل اللہ کی محبت ہے

آپ بھی نفس سے کہہ دیں کہ اے نفس! اگر تو اللہ کی نافرمانی سے باز نہیں آتا تو میں تیری سرکوبی کروں گا، تجھے قید کردوں گا، مگر یہ ہمت وقوّت آئے گی کیسے؟ گناہوں سے بچنے کے لیے جان دینے کی ہمت کیسے آئے گی؟ اور جان سے زیادہ، اہل وعیال سے زیادہ اور شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے دل میں کیسے آئے گی جبکہ یہ محبت مطلوب بھی ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ سے کتنی محبت مانگی ہے؟ بخاری شریف کی حدیث ہے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ[۱۲] اے اللہ! مجھے اپنی اتنی محبت دے دیں کہ آپ مجھے میری جان سے زیادہ پیارے ہوں، اہل وعیال سے زیادہ پیارے ہوں اور پیاس کی شدت میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ پیارے ہوں۔ مگر یہ محبت ملے گی کیسے؟ اس کا نسخہ بھی اسی حدیث کے پہلے جز میں موجود ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ[۱۳] اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور تیرے عاشقوں کی محبت مانگتا ہوں اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو آپ کی محبت کا باعث ہو۔ ظالم ہے وہ ملّا جو اہل اللہ سے مستغنی ہوتا ہے۔ جو مولوی خدا کے عاشقوں سے اِعراض کرتا ہے، اِستغنا کرتا ہے وہ نبی کی دعا کی رُو سے اپنا فیصلہ کرلے کہ نبیوں کا سردار خدا سے خدا کے عاشقوں کی محبت مانگ رہا ہے اور یہ ظالم شمس بازغہ اور صدرا پڑھ کر اپنے آپ کو اہل اللہ سے مستغنی سمجھ رہا ہے۔ ایسے ملّا کے لیے میرا شعر ہے ؎

کہاں پاؤ گے صدرا بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں

---

۱۲ جامع الترمذی:۲/۱۸۷،باب من ابواب جامع الدعوات،ایچ ایم سعید

۱۳ جامع الترمذی:۲/۱۸۷،باب من ابواب جامع الدعوات،ایچ ایم سعید

اور اللہ کی محبت کی یہ دولت کیسے ملتی ہے؎

یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے
دعاؤں سے اور ان کی صحبتوں سے

اللہ تعالیٰ کے نبی نے اللہ والوں کی محبت درمیان میں مانگی ہے، اللہ کی محبت اور اعمالِ صالحہ کی محبت اِن دونوں محبتوں کے درمیان میں یہ جملہ رکھ دیا کہ اے اللہ! میں آپ سے آپ کے عاشقوں کی محبت مانگتا ہوں، درمیان کا یہ جملہ دونوں محبتوں کے لیے رابطے کا کام دے رہا ہے یعنی اس جملے کا رابطہ اللہ کی محبت سے بھی ہے اور ان اعمالِ صالحہ کی محبت سے بھی ہے جو اللہ کی محبت کا سبب ہیں چناں چہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ روئے زمین پر اللہ تک پہنچنے کا اور اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنے کا راستہ اللہ کے عاشقوں سے محبت کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے، اللہ والوں کی محبت سے اللہ بھی ملے گا اور اعمالِ صالحہ بھی ملیں گے، اللہ والوں کی محبت سے عشقِ خدا بھی ملے گا اور عشقِ اعمال بھی ملے گا اور جب یہ چیزیں جمع ہو جائیں گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ جان سے زیادہ عزیز ہو جائیں گے۔

## اہل اللہ کو آزمانا نادانی ہے

جو لوگ اللہ تعالیٰ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں ان کا امتحان کر کے دیکھ لو! ان کو ثابت قدم پاؤ گے، یہ امتحان میرے ایک نادان دوست نے کیا تھا، وہ اس وقت میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت نہیں ہوا تھا، سیتا پور میں اس شخص کا باپ آنکھ بنوانے گیا، حضرت شاہ عبد الغنی صاحب سے اس کے باپ کی دوستی تھی، اس نے کہا حضرت! سیتا پور میں آپ کے مرید بھی ہیں، اگر آپ تکلیف فرمادیں تو کھانے پینے کا انتظام آپ کے مریدوں کے یہاں ہو جائے گا، اللہ والے کریم ہوتے ہیں لہٰذا حضرت کی برکت سے اس کا یہ مسئلہ حل ہو گیا، اس کے بعد اس نادان نے بتایا کہ میں نے شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لیا۔ یہ شخص مرید ہونے سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں نظر کا سخت بیمار تھا، جس بازار میں یہ ملازم تھا اس سے آدھ میل کی دوری پر ریلوے اسٹیشن تھا، اس اسٹیشن پر مختلف اوقات میں چار ریلیں آتی تھیں، جب ریل کی آواز آتی یہ دوکان چھوڑ کر بھاگتا اور زنانہ ڈبہ میں عورتوں کو گھورتا تھا۔ آدمی جیسا خود ہوتا

ہے اللہ والوں کو بھی ویسا ہی سمجھتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے حضرت کا امتحان لیا، اس وقت وہ حضرت سے بیعت نہیں ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ حضرت میرے والد صاحب کی عیادت کے لیے سیتاپور آئے اور سڑک پر جارہے تھے کہ سامنے سے ایک بہت خوبصورت لڑکی آئی۔ اس نے کہا کہ آج دیکھتا ہوں کہ مولانا اس کو دیکھتے ہیں یا نہیں۔ جیسے ہی وہ لڑکی سامنے سے گزری حضرت کو ابکائی آگئی اور چہرۂ مبارک دوسری طرف کرکے بلغم تھوک دیا۔ تب اس شخص کی آنکھیں کھلیں اور اپنی حماقت پر بہت نادم ہوا کہ اللہ والوں کو اپنے اوپر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔

ایک چور پھانسی پر چڑھ رہا تھا تو حضرت جنید بغدادی نے اس کا پیر چوم لیا۔ مریدوں نے کہا کہ آپ نے ایسے نالائق کا پیر کیوں چوما؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں چوما بلکہ اس کی استقامت کو چوما ہے کہ یہ ظالم کتنی استقامت اور ہمت والا تھا کہ چوری کی سزا میں ڈنڈے کھاتے کھاتے پھانسی تک پہنچ گیا، جان دے دی مگر چوری کرنا نہیں چھوڑا، ہم لوگ نیک کام میں جان نہیں دیتے اور یہ شر پر اتنا جما ہوا تھا کہ جان تک دے دی، ہمیں اللہ نیکی پر ایسی استقامت دے۔

## توبہ سے رِند بادہ نوش بھی ولی اللہ ہو جاتا ہے

تو جناب وہ نظر باز نظر بازی کرنے چار مرتبہ ریلوے اسٹیشن جاتا تھا، پھر وہ حضرت سے بیعت ہوا اور اتنا عبادت گزار ہے کہ اس سے کرامتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ اس لیے کسی کو حقیر مت سمجھو۔ بعض اوقات یہ پتنگ باز، یہ نظر باز جب اللہ کی طرف آتے ہیں تو بہت بڑے ولی اللہ بن جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے؎

نیا توبہ شکن جب داخلِ مے خانہ ہوتا ہے
نہ پوچھو رنگ پر پھر کس قدر مے خانہ ہوتا ہے

خواجہ صاحب نے تھانہ بھون کو، تھانہ بھون کے رِندوں کو، تھانہ بھون کے مستوں کو اور شرابِ محبتِ الٰہیہ کے عاشقوں کو اس طرح سے تعبیر کیا؎

میں اب بادہ نوشوں میں جاکر رہوں گا
میں جینے کا اب کچھ مزہ چاہتا ہوں

بادہ نوشوں سے مراد ہے کہ میں اللہ کے عاشقوں کی مجلس میں جارہا ہوں، میں جینے کا اب کچھ مزہ چاہتا ہوں، تو خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؂

نیا توبہ شکن جب داخلِ مے خانہ ہوتا ہے
نہ پوچھو رنگ پر پھر کس قدر مے خانہ ہوتا ہے

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی گناہ گار دین میں داخل ہوتا ہے تو بتاؤ کتنی خوشی ہوتی ہے! کوئی ڈاکو، کوئی چور، کوئی شرابی کبابی توبہ کر کے خانقاہ میں آجائے اور اللہ کی یاد میں رونے لگے تو دل چاہتا ہے کہ اس کے قدم چوم لیں۔

## حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اور زاذان کا واقعہ

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں جارہے تھے تو دیکھا کہ زاذان نامی گویّا ساز بجابجا کر گا رہا تھا اور شائقینِ خمر یعنی شرابی اس کو گھیرے میں لیے ہوئے تھے۔ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کاش! یہ اس اچھی آواز سے قرآن پڑھتا، یہ بات اس تک پہنچ گئی، اس نے پوچھا مَنْ ھٰذَا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا ھٰذَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللہِ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں، اس گویّے نے پوچھا اَیْش قَالَ انہوں نے کیا کہا؟ لوگوں نے کہا یَالَیْتَ ھُوَ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ بِھٰذَا الصَّوْتِ الْحَسَنِ کاش یہ اس اچھی آواز سے قرآن پڑھتا۔ بس اس نے ساز توڑ دیا اور حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں سے لپٹ گیا اور کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں اور رونے لگا، حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شرابی اور گانے بجانے والے کو گلے لگا کر خود بھی رونے لگے، سب نے اعتراض کیا کہ ایک فاسق وفاجر کو جو ابھی گندے ماحول سے آرہا ہے آپ نے اتنا اونچا درجہ دے دیا کہ آپ اس سے لپٹ کر رو رہے ہیں تو فرمایا کہ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ جب اس نے توبہ کر لی تو قرآن میں خدا کا وعدہ ہے کہ ہم توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں تو جب خدا کا محبوب مجھ سے لپٹ کر رو رہا ہے تو میں کیوں نہ روؤں؟[۱۴] خواجہ صاحب کا شعر ہے ؂

---

[۱۴] مرقاۃ المفاتیح:۵/۸۰، باب اٰداب التلاوۃ ودروس القراٰن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

حقیقت میں تو مے خانہ جبھی مے خانہ ہوتا ہے
تیرے دستِ کرم میں جب کبھی پیمانہ ہوتا ہے

## ارواحِ عارفین کی مستی و سرشاری

جب اللہ والوں کے ہاتھ سے پیمانہ مل رہا ہو، خدا کے عاشق جام و مینا لُٹا رہے ہوں تو اللہ کی محبت کا مے خانہ تو اسی وقت گرم ہوتا ہے اور بقول مولانا رومی ؎

بادہ افراواں و خم و جامِ مے
بوسہ بے اندازہ و لب ناپدید

اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو اپنی محبت کے بے شمار بادہ و خم و جام پلاتا ہے، خم کے خم پلاتا ہے، جامِ مے دیتا ہے اور لبِ نادیدہ سے بے اندازہ و غیر محدود بوسے لیتا ہے، خدا کے ہونٹ نظر تو نہیں آتے لیکن اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کے قلب و جان محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بے شمار بوسے لے رہے ہیں، بے شمار پیار لے رہے ہیں، ہم نے مرنے، گلنے سڑنے، ہگنے موتنے والی لاشوں سے نظر بچائی، مقاعد الرجال اور فروج النساء کو چھوڑا، کوئی مرکزِ بول ہے، کوئی مرکزِ براز ہے، یہ سب ہگنے موتنے والے ہی تو ہیں، جب ان سے نظر بچائی اور چند دن اللہ اللہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے قلب و جاں کو کیا انعام عطا فرمایا؟ اللہ والے جو محسوس کرتے ہیں وہ ہم اور آپ نہیں سمجھ سکتے۔ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جلال الدین رومی نے غلط بیانی کی، میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل حقیقت ہے یعنی اللہ کے عاشقین اور عارفین اس بادۂ فراواں کو محسوس کرتے ہیں، خدائے تعالیٰ اپنے عاشقوں کو محبت کی بادۂ فراواں و خم و جامِ مے عطا کرتا ہے، بادۂ افراواں پلاتا ہے۔

دوستو! بس چند دن محنت کرلو پھر آپ کے دل و جان محسوس کریں گے کہ ڈھاکا نگر کی اس مسجد میں اور رمضان کے اس مبارک مہینے میں اختر کیا کہہ گیا تھا، ان شاء اللہ اس کے بعد آپ کے قلب و جان وہی محسوس کریں گے جو مولانا رومی نے فرمایا ہے ؎

بادہ ا فراواں و خم و جامِ مے
بوسہ بے اندازہ و لب ناپدید

اللہ تعالیٰ کے ہونٹ نہیں نظر آئیں گے ورنہ **یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ**[۱۵] کا پرچہ آؤٹ ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ پرچہ آؤٹ نہیں کرنا چاہتے، پرچہ آؤٹ ہونے کے بعد یہ عالمِ امتحان نہیں رہے گا، ایمان بالغیب نہیں رہے گا اس لیے اپنے لبوں کو پوشیدہ رکھتے ہیں مگر پیار کو محسوس کرادیتے ہیں، ہونٹوں کو چھپائے ہوئے ہیں تاکہ میرے عاشقین **یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ** رہیں، ان کا عالمِ امتحان عالمِ امتحان رہے تاکہ عالمِ غیب قبل از وقت عالمِ شہادت نہ بن جائے چناں چہ اپنے ہونٹوں کو تو پوشیدہ کردیا لیکن اپنے بے شمار بوسے محسوس کرادیے، اتنا پیار تو ماں باپ بھی نہیں دے سکتے، اماں اپنے بچے کے بے شمار بوسے کیسے لے سکتی ہے؟ چند بوسوں کے بعد ہی اس کے سر میں درد ہوجائے گا، وہ تھک جائے گی مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت کے نزول سے نہیں تھکتے، جس کے دل وجان کو خدا کا پیار عطا ہوتا ہے واللہ! اس کے سامنے سلطنت اور تخت وتاج کیا چیز ہے، اگر ساری دنیا کے مرنے والے حسین اس کا چوما لے لیں تو بھی خدا کے پیار کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ دنیا بھر کے حسین مردہ ہی تو ہیں، اگرچہ ابھی مرے نہیں ہیں لیکن مرنے والے تو ہیں، اگر ایک مردہ دوسرے مردے سے لپٹا ہوا ہو تو آپ اس کو دیکھ کر لالچ کریں گے یا یہ کہیں گے کہ دونوں بے وقوف ہیں، اسی لیے اللہ والوں نے ساری کائنات سے نظر ہٹا کر اللہ تعالیٰ سے دوستی و محبت کا رشتہ قائم کیا ہے۔ یہ تعلق مع اللہ وہ دولت ہے جو آپ کو سارے بنگلہ دیش بلکہ پورے عالم سے بے نیاز کردے گی اور جب آپ جنگل کی تنہائی میں ٹاٹ کے بوریے پر پھٹے پرانے لباس میں پنتھا بھات اور چٹنی روٹی کھا کر محبت سے اللہ کہیں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی سلطانِ وقت نہیں ہے۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہوکر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

## عشقِ مجازی کی تباہ کاریاں اور ان سے نجات کا طریقہ

دوستو! ذرا سوچو کہ ہم کہاں پڑے ہوئے ہیں؟ یہ مرنے والے تمہیں مار ڈالیں گے، تمہارے دل کو مردہ کردیں گے، تمہیں عذابِ الٰہی میں مبتلا کردیں گے، تمہارے چہروں پر

---

۱۵؎ البقرۃ:۳

ایسی لعنتیں برسادیں گے جن کی وجہ سے تمہارے چہروں پر خباثتیں معلوم ہوں گی، تمہاری کمر ٹیڑھی کردیں گے، تمہارے دل میں اختلاج پیدا کردیں گے، تمہاری آنکھوں کی روشنی ختم کردیں گے، تمہارے پاؤں گھسیٹتے ہوئے تمہیں کتے کی موت ماردیں گے، اگر تم نے توبہ نہ کی، یہ تو دنیا کی ذلت ہے اور آخرت میں مرنے کے بعد پتا چلے گا لہٰذا ہمت کرو ؎

ہیں تبر بردار و مردانہ بزن
چوں علی وار ایں درِ خیبر شکن

بھالہ اٹھاؤ اور نفس پر مردانہ وار حملہ کرو، زنانہ چوڑیاں اُتار دو اور نفس کے خیبر کو توڑ کر پارہ پارہ کردو، جنھوں نے چوڑیاں پہنی ہوئی ہیں، جو اپنی نظر نہیں بچارہے ہیں، نفس کا کہنا مان لیتے ہیں اور نفس کا مقابلہ نہیں کرتے سمجھ لو کہ وہ نفس کے مقابلے میں چوڑیاں پہن چکے ہیں، عورتیں بن چکے ہیں، یہ مرد نہیں ہیں کیوں کہ یہ ھویٰ پرست ہیں، ان کو خواہشاتِ نفسانیہ کا حیض آرہاہے جو حیض الرجال ہے۔ مولانا رومی ان کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

اے رفیقو ایں مقیل و ایں مقال
اتقوا ان الھوٰی حیض الرجال

لہٰذا ارادہ کرلو کہ آج سے حسین عورتوں اور اَمردوں کو نہیں دیکھیں گے، ارادہ کرلو کہ اپنے مالک کو راضی کرنا ہے، جان جائے تو جانے دو مگر تمام گناہوں سے توبہ کرلو اور جان کی بازی لگانے کا ارادہ کرلو، اے خدا! ہماری جانوں کو قبول کرلے اور ہمارے اس ارادے کو بھی قبول کرلے، ہمیں جان لُٹانے کا ارادہ اور ہمت عطا کردے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

آپ یہ بھی تو سوچیں کہ جب آپ نے گناہ چھوڑے تو اللہ نے آپ کو جو دیا وہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سنو ؎

بادۂ افراواں و خم و جامِ مے
بوسہ بے اندازہ و لب نا پدید

بادۂ افراواں اللہ تعالیٰ بے شمار محبت کی شراب پلارہے ہیں، یہ بادۂ معرفت، یہ محبت کی شراب اگر بادشاہ پی لیں تو واللہ! اپنی سلطنت اور تخت و تاج پر ان کو ندامت ہوگی، وہ کہیں گے کہ ہم کس خسارے میں مبتلا ہیں، اصلی بادشاہ تو یہ اللہ والے ہیں، ہم لوگ تو ہوائی بادشاہ ہیں، ہماری شاہی ہوا پر ہے، اصلی شاہ یہ ہیں اور اصلی شاہ کس کو کہتے ہیں۔

شاہ آں باشد کہ از خود شہ شود
نے ز لشکر نے ز دولت شہ شود

اصلی شاہ وہ ہے جو اپنی باطنی دولت سے شاہ ہو، اپنی ذات سے شاہ ہو، فوج اور دولت سے شاہ نہ ہو کہ دولت ضایع ہوسکتی ہے، لشکر اور فوج بغاوت کرسکتی ہے لیکن کسی اللہ والے کو کسی فوج کی بغاوت کا اندیشہ نہیں ہوتا، اس کی شاہی اپنی ذات سے ہے، اس کی نسبت مع اللہ کی دولت اس کے اپنے قلب میں ہے۔ اسی لیے مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ والے اصلی شاہ ہیں اور دنیا والے بادشاہ ہیں، ان کی بادشاہت بادیعنی ہوا پر ہے، اللہ والوں کو بادشاہ کہنا جائز نہیں ہے کیوں کہ بادشاہوں کی بادشاہت لشکر، شاہی خزانہ اور فوج سے ہوتی ہے اور اللہ والوں کی شاہی نسبت مع اللہ کے اُس چاند سے ہوتی ہے جو اُن کے باطن میں ہوتا ہے، وہ یہ چاند قبروں میں لے کر جاتے ہیں اور میدانِ حشر میں بھی نسبت مع اللہ کے اس چاند کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ہوں گے، وہ ہر جگہ اس کے قرب کی دولت سے مالامال ہیں چاہے جہاں کہیں بھی ہوں۔

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

دوستو! اللہ والوں کی دولت کا ہمیں پتا نہیں ورنہ یہ نظر نہ بچانا اور دیگر گناہ ہم پر سخت گراں گزرتے، گناہوں میں ملوث ہونا بدبختی کی علامت ہے، جس کی قسمت خراب ہوتی ہے وہی اللہ کے غضب میں گرفتار ہوتا ہے، اس لیے مولانا رومی فرماتے ہیں۔

ہیں تبر بردار مردانہ بزن

عورتوں کی طرح مت رہو، عورتوں جیسی زندگی مت گزارو، ہمت سے کام لو، رمضان کے اس مبارک مہینے میں نفس پر مردانہ وار حملہ کرو، سارے گناہوں سے توبہ کرو، بدنگاہی والا بدنگاہی

سے، غیبت والا غیبت سے، گانا سننے والا گانا سننے سے، عورتوں کا عاشق عورتوں کے عشق سے، لڑکوں کا عاشق لڑکوں کے عشق سے ان ساری چیزوں سے توبہ کرکے آج اللہ تعالیٰ سے عہد کرو کہ ہم تقویٰ کی حیات گزاریں گے پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے بے اندازہ بوسہ وپیار ملیں گے۔

مجلس ختم ہورہی ہے، اب آخری شعر سن لو، دیکھو دین کی مجلس ویسے ہی کم نصیب ہوتی ہے لہٰذا جو موقع ملے اسے غنیمت جان لو، خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

حقیقت میں تو مے خانہ جبھی مے خانہ ہوتا ہے
تیرے دستِ کرم میں جب کبھی پیمانہ ہوتا ہے

دین کی مجلس کے لیے، اللہ والوں کی مجلس کے لیے اس سے بہترین تعبیر کیا ہوسکتی ہے اور مے خانہ سے مراد دنیاوی شراب نہ سمجھ لینا، اس سے اللہ کی محبت و معرفت مراد ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب کے سامنے دنیاوی شراب کی کیا حقیقت ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بادہ از ما مست شد نے ما ازو

شراب مجھ سے مست ہوتی ہے، میں شراب سے مست نہیں ہوتا ؎

بادہ در جوشش گدائے جوشِ ماست
چرخ در گردش اسیر ہوشِ ماست

دنیاوی شراب میری مستی کی گدا اور فقیر ہے اور آسمان اپنی گردش میں میرے ہوش کا قیدی ہے، میرے باطن کا ایک جزہے۔ اب خواجہ صاحب کے اسی شعر پر آج کی مجلس ختم ہورہی ہے ؎

حقیقت میں تو مے خانہ جبھی مے خانہ ہوتا ہے
تیرے دستِ کرم میں جب کبھی پیمانہ ہوتا ہے

کسی اللہ والے کے ہاتھ میں جب شرابِ محبت کا پیمانہ ہوتا ہے تو واقعی وہ مجلس حقیقت میں مے خانہ بن جاتی ہے۔ خواجہ صاحب کے اشعار دیکھو تھانہ بھون کا نقشہ کھینچ دیا۔ اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدائے تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنے دردِ محبت کا موتی داخل کردے، ہمارے سیپ خالی ہیں اور منہ پھیلائے ہوئے ہیں۔

www.khanqah.org

## دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما

ہمارے خالی سیپ کی طرف اپنے کرم اور اپنی رحمت کا ہاتھ بڑھا دیجیے، رمضان کا مہینہ ہے، روزے کی حالت میں بھوکے پیاسے ہیں، مبارک زمانہ ہے، مبارک مکان ہے، مسجد میں صالحین، محدثین، طلبائے کرام جمع ہیں، اے خدا! ان کی برکتوں سے ہمارے دل و جان کے سیپ میں اپنی محبت کے درد کا موتی داخل فرما دیجیے اور کون سا موتی؟ جو اولیائے صدیقین کے سینوں میں آپ داخل کرتے ہیں وہ دردِ محبت ہماری جانوں کو عطا فرما دیجیے اور ہمارے دل و جان کو، ہماری روح کو، ہمارے قلب اور قالب کو، ہمارے بچوں کو، ہمارے ماں باپ کو، ہمارے رشتہ داروں کو، ہمارے تمام دوستوں کو جو یہاں موجود ہیں اور جو موجود نہیں سارے عالم کے دوستوں کو اور اے اللہ! جنھوں نے دوستی نہیں کی ان کو بھی، ہر کلمہ گو کو اپنی رحمت سے صاحبِ نسبت بنا دیجیے، سارے عالم کے اہلِ کفر کو اہلِ ایمان بنا دیجیے اور اہلِ ایمان کو اہلِ تقویٰ بنا دیجیے، اہلِ ابتلاو مصیبت کو اہلِ عافیت بنا دیجیے، اہلِ جہل کو اہلِ علم بنا دیجیے اور جو اہلِ معصیت ہیں ان کو اہلِ تقویٰ بنا دیجیے۔ چیونٹیوں کو بلوں میں، مچھلیوں کو دریاؤں میں اور پرندوں کو فضاؤں میں عافیت نصیب فرما دیجیے، سارے عالم پر اپنی رحمت کے دریا انڈیل دیجیے، وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[۱۶] اے زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک! آپ اپنے خزانوں سے بے نیاز ہیں، آپ کے خزانے ہم فقیروں کے لیے ہیں، دنیا کے بادشاہ اپنے خزانوں کے محتاج ہوتے ہیں مگر آپ اپنے خزانوں سے بے نیاز ہیں تو ہم فقیروں پر اپنے غیر محدود خزانے برسا دیجیے اور ہم سب کو اس کا تحمل بھی عطا فرما دیجیے تاکہ ہم عُجب و کبر میں مبتلا نہ ہوں، یا اللہ! ہم سب کو ان خزانوں میں ایک عمر بسر کرنے کے لیے بابرکت زندگی بھی عطا فرمائیے تاکہ ہم آپ کی نعمتوں میں رہ کر کچھ دن آپ کے گیت گالیں، آپ کی حمد و ثنا اور تعریف کرلیں اور دوستوں کی ملاقات سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلیں، اے اللہ! میرے جتنے محدثین، علماء اور احباب ہیں ہم سب کی زندگی میں برکت ڈال دیجیے اور ہم سب کو اولیائے صدیقین کی منتہا تک پہنچا دیجیے اور ایک عمر اس نسبتِ صدیقین کے ساتھ زندہ رکھیے تاکہ آپ کی نسبت و تعلق کے جو مزے دنیا میں ان اولیاء کی مبارک جانیں لوٹتی ہیں ایک عمر ہم بھی وہ مزے لوٹ کر آپ کے پاس آئیں اور اسی حالت میں ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائیے، آمین۔

---

[۱۶] المنٰفقون:

اے اللہ! جو بیمار ہیں ان کو خوب اچھی صحت دے دیجیے، صحت وعافیت کے ساتھ کم از کم ایک سو بیس سال کی عمر دے دیجیے، دین کی خدمات کے ساتھ اپنی رضا کے ساتھ، دوستوں کی ملاقاتوں اور معیتوں کے ساتھ، آپ کی رضائے کامل کے ساتھ ہم سب کے سانس میں ابھی کچھ اور برکت ڈال دیجیے کیوں کہ ابھی ہماری سانسیں آپ کی نافرمانیوں میں گزر رہی ہیں، ابھی ہماری جوانی آپ کا حق ادا نہیں کر سکی، زندگی میں دوبارہ جوانی عطا کر دیجیے اور جب زندگی میں دوبارہ جوانی عطا ہو تو وہ جوانی آپ کے لیے وقف ہو، جوانی کے تقاضے ختم ہو گئے، بال سفید ہو گئے، اے خدا! دوبارہ عالمِ شباب دے دیجیے اور اپنی راہ میں اس کو قبول کر لیجیے۔ اے اللہ! اس جوانی کو دین کے پھیلانے میں اور تقویٰ کی راہوں میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما دیجیے۔

یا اللہ! اس خانقاہ کی تعمیر کا غیب سے انتظام فرما دیجیے، اس کی تعمیر کا جلد سے جلد انتظام فرما دیجیے اور تعمیر اچھی، مضبوط اور عافیت کی ہو اور اس خانقاہ کو اپنے اولیاء سے قیامت تک آباد رکھیے، جب ہم قبروں میں ہوں تب بھی یہ آباد رہے۔ میرا صبح ٹہلنے کا معمول ہے، اکثر دریاؤں کے کنارے جاتا ہوں اور سلطان ابراہیم ابنِ ادہم کی سنت کی نقل کرتا ہوں کیوں کہ اکثر اولیاء دریاؤں کے کنارے رہے ہیں، دریاؤں کی موجوں سے اپنے قلب میں اللہ کے قرب اور معرفت کی لہریں حاصل کیں لیکن ہمارے پاس موٹر کم ہیں، ایک موٹر میں بیس آدمی بیٹھ گئے، دوسری میں چار بیٹھ گئے اور باقی لوگ دیکھتے رہ گئے، ان کے چہرے کی افسردگی دیکھ کر مجھے غم ہوتا ہے، اس لیے اللہ سے مانگتا ہوں کہ میرے جتنے دوست ہیں سب کو صاحبِ کار کر دیجیے اور ان کو توفیق بھی دیجیے کہ جب تک یہاں قیام رہے علماء اور صلحاء کے لیے اپنی کار کو سرکاری کام میں لگالیں، اپنی کار کو کارِ سرکار میں یعنی اللہ تعالیٰ کے کام میں لگالیں جو دین کا کام ہے، یہ دین کے خادم ہیں، جیسے بھی ہیں، ٹوٹے پھوٹے خادموں کی بھی قدر کر لو۔ ایک شخص نے شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آج کل کے سفیر چندہ کھا جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کی بھی قدر کر لو کام تو کر رہے ہیں، ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کھا کر بھی دین کا کام کرنے والے نہیں ملیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی اِصلاح کر دے اور ہم سب کا تزکیۂ نفس فرما دے، یا اللہ!

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَا کی آیت کے صدقے میں، اس آیت کی برکت سے ہم سب کا تزکیہ فرمایئے اور ہم سب کو فلاح دے دیجیے اور وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَا کی خبیث زندگی سے نجات عطا فرما دیجیے، ایسا نہ ہو کہ ہم سب خاب ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی تمام عافیتوں سے مالا مال فرمایئے، عفو و عافیت و معافات دے اور جو دعا ہم نہیں مانگ سکے اللہ تعالیٰ بے مانگے ہم سب کو عطا کر دے۔ آخر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ دعا مانگتے ہیں تاکہ ہر خیر ہمیں مل جائے اور سارے شرور سے پناہ مل جائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ مِنۡ خَيۡرِ مَا سَئَلَكَ مِنۡهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ شَرِّ مَا اسۡتَعَاذَ مِنۡهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَ اَنۡتَ الۡمُسۡتَعَانُ وَ عَلَيۡكَ الۡبَلَاغُ وَ لَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيۡرِ خَلۡقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحۡبِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ بِرَحۡمَتِكَ يَا اَرۡحَمَ الرّٰحِمِيۡنَ

❁❁❁❁

دردِ عشقِ حق بھی تم حاصل کرو
لاکھ تم عالم ہوئے فاضل ہوئے

یک زمانے صحبتے با اولیا
جس نے پائی ہے وہی کامل ہوئے

www.khanqah.org

# ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

## تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

## ۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ
إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

www.khanqah.org

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْیَةِ وَھِیَ مَادُوْنَ الْقَبْضَةِ کَمَا یَفْعَلُهٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْهُ اَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں، اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

## ۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

## ۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

www.khanqah.org

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

www.khanqah.org

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)...اللہ ورسول کا نافرمان ۲)...آنکھوں کا زناکار ۳)...ملعون

## ۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کرلیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کرلیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِي الصُّدُوۡرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہوجانا یا پرانے گناہوں کو یاد کرکے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا۔

## مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہوجائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا: ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰهُ اَللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) دُرود شریف کی۔

❁❁❁❁

اللہ تعالیٰ نے انسان کے نفس میں اچھے اور برے دونوں اخلاق رکھے ہیں۔ اگر انسان میں صرف اچھے اخلاق ہوتے تو پھر وہ فرشتہ ہوجاتا، انسان نہ رہتا۔ لہٰذا برے اخلاق رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ انسان اچھے اخلاق پر عمل کرے، برے اخلاق پر قابو پاکر متقی بنے اور دونوں جہاں کی فلاح حاصل کرے، دنیا میں انسان کا اصل امتحان یہی ہے جس میں کامیابی کے نتیجے میں جنت انعام میں ملتی ہے۔ اخلاق کی اصلاح کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر ہی کرائی جاسکتی ہے جس کو تزکیہ نفس کہتے ہیں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''نسبت مع اللہ کے آثار'' میں تزکیہ شدہ نفوس پر اللہ تعالیٰ کی ایک خاص نسبت کے آثار و علامات بیان فرمائے ہیں کہ جو کسی اللہ والے کی صحبت کی برکت سے اپنے نفس کا تزکیہ کرالیتا ہے تو ایسے پاکیزہ نفس کا اللہ تعالیٰ سے ایسا خاص تعلق ہوجاتا ہے کہ پھر اسے ہر طرف اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے اور مخلوقات اپنی تمام تر عظمتوں کے باوجود اس کی نگاہوں سے گرجاتی ہیں۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری